مسیح کی آمد ثانی

تحریر:- محمد اسلم رانا۔ لاہور

مسیح کی آمد ثانی عیسایت کا ایک اہم عقیدہ ہے۔ مسیحی کتب مقدسہ میں بھی اس کا بیان وارد ہے۔ اس عقیدہ کی تازہ ترین صورت حال مشہور برطانوی جریدہ ہفت روزہ ''میتھوڈسٹ ریکارڈر'' لندن (۲۶-۳-۹۲) کے ان الفاظ سے عیاں ہیں:

''بائبل میں بہت سی غلطیاں ہیں۔ مسیح کی ایک غلطی اس قدر نمایاں' واضح اور ممتاز ہے کہ اس سے انکار ممکن نہیں۔ وہ انجیل متی میں اس طرح ہے ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ باتیں نہ ہولیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی'' (متی ۲۴-۴۳)

''عیسائی اس کی توجیہہ پیش کرنے میں ناکام رہے ہیں''

اسی طرح کے الفاظ انجیل مرقس ۱۳: ۳ میں ہیں۔ ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک یہ سب باتیں نہ ہولیں یہ نسل ہرگز تمام نہ ہوگی'' (''ریکارڈر'' بحوالہ بالا)

پادری برکت اللہ نے بعنوان ''خداوند مسیح کی آمد ثانی'' اس قسم کے دوسرے حوالاجات بھی نقل کئے ہیں:

''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو یہاں کھڑے ہیں ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جب تک ابن آدم کو اس کی بادشاہت میں آتے ہوئے نہ دیکھ لیں موت کا مزہ ہرگز نہ چکھیں گے۔ (متی ۱۶:۲۸)

''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم اسرائیل کے سب شہروں میں نہ پھر چکو گے کہ ابن آدم آجائے گا'' (متی ۱۰: ۲۳)

حالانکہ بیسیوں نسلیں تمام ہو گئیں۔ مسیح کے مخصوص ''بعض مخاطبین کو بھی موت کا مزہ چکھے دو ہزار برس بیت چکے' مسیح کی بادشاہت قائم ہوئی نہ مسیح آیا۔ آخری حوالہ کئی لحاظ سے محل نظر ہے۔

سلیمان کے بعد فلسطین کی یہودی مملکت' اسرائیل اور یہوداہ دو حصوں میں بٹ گئی تھی سلمنسر اول شاہ اسور نے ۷۲۱ قبل مسیح میں اسرائیل کو تاخت وتاراج کیا۔ ۵۸۷ قبل مسیح میں بخت خضر شاہ بابل نے یہوداہ کو روند ڈالا تھا۔ مسیح کے دنوں فلسطین رومیوں کے زیر انتداب تھا۔ اندریں حالات مسیح کا اسرائیل بولنا اور انجیل نویس کا اسرائیل لکھنا دونوں کی فاش غلطیاں تھیں فلسطین بولا اور لکھا جانا چاہئے تھا۔ مزید برآں یہ کہ یہودی مسیح کے سخت دشمن تھے۔ انہوں نے رومی حکومت کے ہاتھوں اسے صلیب پر مروا کر دم لیا تھا۔ اندریں حالات شاگردان مسیح کو یہودیوں کے شہروں میں جانا چاہئے تھا نہ ہی وہ گئے تھے!

القصہ امر واقعہ ہے کہ مسیح اپنے ان اقوال کے برعکس آیا نہیں تھا۔ الفاظ اس قدر شفاف واضح اور غیر مبہم ہیں کہ ان کی کوئی تاویل ممکن نہیں' ادھر صاف ماننا' بائبل اور مسیح خدا پر ایمان کو لے ڈوبتا ہے۔ سانپ کے منہ میں مینڈکی والا معاملہ ہے کہ کھائے تو زہر سے مرے اور نہ کھائے تو بھوک سے! پادری صاحب نے پورے چھ صفحات رقم کئے ہیں۔ چیدہ چیدہ فقرات حسب ذیل ہیں:

''انجیل میں ہمیں چند فقرات ایسے بھی ملتے ہیں جن سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ خداوند مسیح کا یہ خیال تھا کہ الہی سلطنت جلد ہی ظہور پذیر ہوگی۔ (مرقس باب ۱۳ متی باب ۲۴)

آپ کے خیال میں آپ کی آمد ثانی نہایت قریب تھی اس میں کچھ شک نہیں کہ انجیل میں چند فقرات ایسے بھی موجود ہیں جن سے یہ نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے کہ خداوند کے خیال میں آپ کی آمد ثانی بعید نہیں تھی بلکہ زمانہ میں واقع ہونے والی تھی۔۔۔ اس امر کا امکان ہے کہ حواریوں اور انجیل نویسوں نے خداوند کے کلمات طیبات کو اپنے خیلات کے مطابق جیسے

کی کوشش میں آپ کے مبارک الفاظ کو بغیر جانے بوجھے بے خبری میں یہودی خیالات کے رنگ میں رنگ دیا۔ چونکہ خداوند کے بہت سے ایسے کلمات تھے جن کو سمجھنے سے عاری و قاصر رہتے تھے۔ (متی ۱۵: ۱۷+۱۶:۹۔۱۱+ مرقس ۸: ۱۷، ۲۱ وغیرہ) یہ اغلب ہے کہ خداوند کی آمد ثانی اور الٰہی سلطنت کے قیام و وسعت کے لطیف اشارات اور کنایہ کو وہ سمجھنے سے قاصر رہے ہوں۔ ہم جانتے ہیں کہ آمد ثانی کے متعلق انجیل نویسوں نے اپنی سمجھ کے مطابق چند امور کو اس طرح سمجھا جس طرح خداوند نے نہیں فرمایا تھا۔۔۔ اس رسالہ کے مقدمہ میں ہم نے تنقید کے نتائج بیان کئے تھے اور یہ ذکر کیا تھا کہ انجیل کا ایک حصہ ہے جس کو ہم نے حرف ججی سے موسوم کیا تھا۔ جو کلمۃ اللہ کے کلمات طیبات پر مشتمل ہے اور جو غالباً آپ کی مین حیات میں لکھا گیا تھا۔ اس حصہ میں یہ آیات جنہیں آمد ثانی کا زمانہ ذکر ہے بالکل نہیں پائی جاتیں چنانچہ ڈاکٹر ریشڈال مرحوم (Rash-dall) کہتا ہے کہ یہ یقینی امر ہے کہ ان آیات میں ایک آیت بھی ک میں نہیں پائی جاتی"

"پس یہ گمان یقین کا درجۂ حاصل کرلیتا ہے کہ یہ آیات کلمۃ اللہ کے خیالات کو ظاہر نہیں کرتیں بلکہ حواریوں کے خیالات کا اظہار کرتی ہیں۔۔۔۔ پس ممکن ہے کہ جب خداوند نے شہروں کے شہر بگاؤں کے گاؤں اور جم غفیر کو خوشی خاطر اپنی تعلیم سنتے دیکھا تو آپ کے دل میں خیال آیا ہو کہ اگر چندے ایسا ہی امید افزاء حالات جاری رہے تو خدا کی بادشاہت بہت جلد ہی قائم ہو جائے گی لیکن مابعد کے مایوس کن اور حوصلہ شکن حالات نے خداوند کے خیالات کو تبدیل کر دیا ہو اور آپ اس نتیجہ پر پہنچے ہوں کہ خدا کی بادشاہت پھیلے گی ضرور لیکن رفتہ رفتہ ("کلمۃ اللہ کی تعلیم" مصنفہ قلیس معظم آرچڈیکن پادری برکت اللہ ایم اے فیلو آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی لندن مطبوعہ ۱۹۵۲ء صفحات ۱۷۵ تا ۱۸۱)

عیسائی مسیح کو بالکل ٹھیک خالق کائنات خدا مانتے ہیں ان عقل کے اندھے بت پرستوں سے کوئی پوچھے تو کہ:

(۱) "خداوند مسیح کا یہ خیال تھا" وہ خدا کیا خاک تھا جس کا "یہ خیال تھا" اسے علم کیوں نہیں تھا؟ کیا خدا کا بھی کبھی خیال ممکن ہے؟ وہ خدا' خدا ہی کیا ہوا جس کا "یہ خیال تھا" بہر خدا کا "خیال" بھی پورا ہونا چاہئے تھا! اس کا موجودہ حشر تعجب انگیز اور ہوشربا ہے! تو خدا کی مایوسی اور پائے ہمت توڑ بیٹھنا قابل فہم!

(۲) پھر حواریوں اور انجیل نویسوں نے مسیح خدا کے "خیال" کو "اپنے خیالات کے مطابق سمجھنے کی کوشش کر کے" لٹیا ہی ڈبو دی! کہتے ہیں گورو جنہاں ٹپنے چیلے جان شڑاپ!

(۳) تثلیث کے تینوں دیوتاؤں کے بدو! مسیحی کتب مقدسہ "حواریوں" کے اپنے ذکر خیر سے خالی ہیں۔ اندر میں حالات انہوں نے مسیح خدا سے کیا خاک سیکھا تھا؟ اور پھر انجیل نویسوں نے "حواریوں" سے سن کر کب لکھا تھا؟ اور پھر سب سے بڑی اور بنیادی بات یہ ہے کہ "ٹیلنٹ اقدس کے دوسرے دیوتا مسیح خداوند کو خود بھی کب ہوش اور عقل و شعور تھا کہ وہ کیا کہہ رہا تھا؟

(۴) یہ تو پتہ چلے کہ "کلمۃ اللہ" کے وہ "مبارک الفاظ" "لطیف اشارات" اور "کنایہ" تھے کیا؟

(۵) سارے مضمون میں یہ کہیں نہیں بتایا گیا کہ "خداوند نے کس طرح فرمایا تھا"؟

(۶) "شہروں کے شہر' گاؤں کے گاؤں اور جم غفیر" مسیح خداوند کی تعلیم کو سنتے کب تھے؟ جنہیں دیکھ کر عقل و خرد سے خالی مسیح خداوند کا دل کھل اٹھا! پھر اس خواب سے آنکھیں کھلیں تو "مایوس کن اور حوصلہ شکن حالات نے خداوند کے دل کو تبدیل کر دیا"

پادری صاحب تو جو ہیں سو ہیں' اپنے قارئین کو تو ایسانہ سمجھیں! بارالٰہا! یہ ایک انسان کا حال بیان ہوا ہے۔ خدا کا مقام یہ کب ہے! اگر خدا کا درجہ و مرتبہ یہ ہے تو پھر اس کے بندوں کا شیطان ہی حافظ ہو۔

حق تو یہ ہے کہ اس میں عیسائیوں کا بھی کوئی قصور نہیں ہے' بت پرستوں کے خدا ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ انہیں کچھ سدھ بدھ نہیں ہوتی۔ ان کا حال یہ ہوتا ہے کہ چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی! جیسے حالات دیکھے ویسے خیالات باندھ لئے!

حاصل کلام یہ کہ "ریکارڈر" نے بائبل کے ایسے اقوال کو غلط پکارا تھا تو پادری برکت اللہ نے ان کے اقوال مسیح' باقاعدہ کلام الٰہی اور بائبل کا حصہ ماننے سے ڈنکے کی چوٹ انکار کر دیا ہے! انہیں بچارے موہوم "حواریوں" اور "انجیل نویسوں" کے سر تھوپ مارا ہے!

ہماری رائے میں اچھا کیا ہے' ان بہاویوں' بونگیوں اور بے تکی باتوں کے مسیح خدا کی طرف انتساب کی نسبت ان کا انکار کہیں موزوں تر ہے۔ بقیہ صفحہ نمبر ۱۰